لڑکیوں کی دینی تعلیم......وقت کی اہم ضرورت!

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

خواتین انسانیت کا نصف حصہ ہیں، جس سے ماں کی ممتا، بیٹی اور بہن کی محبت اور بیوی کا سکون ملتا ہے، جو انسانیت کے لیے تسکین دل وجان ہے: ﴿لِتَسۡكُنُوٓا۟ إِلَيۡهَا﴾ (الروم:۲۱) اور جو اس رنگا رنگ کائنات میں اصحابِ دل نگاہ اور اربابِ ایمان وصلاح کی نظر میں ''خیر متاع الدنیا'' کا مصداق ہے، شاید اسی حقیقت کی طرف اقبال مرحوم نے اشارہ کیا ہے کہ: وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اگر عورت ایک طرف صنفِ نازک اور جنس لطیف ہے اور اس لیے شریعت نے اس کو بہت سے فرائض وواجبات سے بریٔ الذمہ اور ذمہ داریوں سے فارغ رکھا ہے، تو دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ فطرت نے اس کے اندر اثر انداز ہونے کی غیر معمولی صلاحیت ودیعت فرمائی ہے، اسی لیے عورت جو سماج کا جذام اور معاشرہ کا ایک عضو ناکارہ سمجھی جاتی تھی، اسلام نے اس کو سماج میں بلند مقام دیا، اس کی صلاحیتوں کو سماج کی تعمیر میں صرف کرنے کی راہ نکالی، اس کے لیے فعال ومؤثر کردار فراہم کیا اور اس نے عورت کے وجود کو ''مستقل حیثیت'' دی۔ (نسائی:۱۲۴)

اس نے عورت کو اظہارِ رائے کی ایسی آزادی عطا کی کہ ایک معمولی خاتون خلیفۂ وقت کا برسرعام محاسبہ کرسکتی تھی، (تفسیر ابن کثیر:۱/ ۶۷-۴۶۶) اس نے عورت کے لیے تعلیم کا راستہ کھولا اور خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہفتہ میں ایک دن اور مقام ان کے لیے متعین فرمادیا، جہاں وہ جمع ہوتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دین کی تعلیم دیا کرتے۔ (بخاری ومسلم عن ابی سعید الخدریؓ) باوجود کہ عورتوں کے لیے ایسے مقام پر جانا شریعت میں عمومی طور پسند نہیں کیا جاتا جہاں لوگوں کا اجتماع ہو، مگر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو عیدگاہ میں جمع ہونے کا حکم فرمایا، تاکہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے مستفید ہوسکیں۔ (بخاری ومسلم، عن ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور خود صحابیات میں طلبِ علم کی ایسی چنگاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلگادی تھی کہ وہ اس میں حیاء کو بھی حجاب نہ بننے دیتی تھیں، اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواتین انصار کی تعریف کی کہ ''خواتین انصار بہترین عورتیں ہیں کہ حیاء کو دین کے سمجھنے میں رکاوٹ نہیں بننے دیتیں'' (بخاری، کتاب العلم)

لڑکیوں کی تعلیم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص کا یہ حال تھا کہ باندیوں تک کو علم سے آراستہ کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا:

''جو اپنی باندی کی بہتر تربیت کرے اور اچھی تعلیم دے، پھر اسے آزاد کرے اور اس سے نکاح کرلے، اس کو دوہرا اجر ملے گا۔ (بخاری، عن ابی بردہؓ)

حضرت ابو وائلؒ کی ایک روایت میں بیٹی کی تربیت کرنے کی صراحت موجود ہے۔ (مجمع الزوائد: ۸/۱۵۸)

اس ترغیب نے قرنِ اوّل ہی میں خواتین میں ایک تعلیمی انقلاب پیدا کر دیا، علومِ اسلامی میں سب سے اہم فن حدیث کا ہے، حدیثیں جن لوگوں سے ایک ہزار سے زیادہ مروی ہیں وہ مکثرین کہلاتے ہیں، علامہ سخاویؒ کی تحقیق کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد (۲۲۱۰) اور مکثرین میں دوسرا نام انہیں ام المؤمنین کا ہے، تفسیر میں جن صحابہ کو ید طولیٰ حاصل تھا، ان میں ایک اہم نام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی ہے، جنھوں نے بعض اکابر صحابہ پر علمی گرفت فرمائی ہے اور اساطین اُمت نے ام المؤمنین کی گرفت کو قبول کیا ہے۔

فقہ و افتاء میں ابن قیمؒ نے کثرت وقلت کے لحاظ سے جو تین درجات قائم کیے ہیں، ان میں اوّل درجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، دوسرے درجہ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تیسرے درجہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت جویریہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت یعلی بنت قائم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسماء گرامی موجود ہیں۔ (اعلاء السنن: ۱/ ۹۔۱۱) بلکہ سیدنا حضرت عمرؓ نے فوجیوں کے لیے گھر سے باہر رہنے کی جو مدت مقرر کی اس میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے پر فیصلہ کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں سے متعلق مسائل میں خواتین اہل افتاء کی رائے کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔

کتابت سے مکہ میں بہت کم لوگ واقف تھے، اہل تاریخ نے ۹، ۱۳ اور ۳۰ کے اعداد بتائے ہیں جو تحریر سے واقف تھے، لیکن عہد رسالت میں نہ صرف مرد بلکہ عورتوں میں بھی کتابت کا ذوق پیدا ہوا، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کتابت سیکھی۔ (ابوداؤد، عن شفاء) اسماء بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عطر فروخت کرتی تھیں اور اُدھار رقم کا کھاتہ لکھ لیا کرتی تھیں (طبقات ابن سعد: ۸/۲۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شاید کتابت سے واقف نہ تھیں، لیکن تحریریں پڑھتی تھیں، چنانچہ انھوں نے اپنے غلام ابو یونس سے قرآن کے نسخہ کی کتابت کرائی تھیں۔ (مؤطا امام مالک عن ابی یونس)

حفظِ قرآن مجید کا ذوق بھی خواتین میں عام تھا، ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں ملتا ہے کہ وہ باضابطہ حافظہ تھیں، علوم اسلامی سے اس دلچسپی نے صحابیات میں ادبی ذوق اور زبان شناسی بھی پیدا کی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جامع الصفات ذات اس باب میں بھی ممتاز تھی، ان کے بعض شاگردوں کا بیان ہے کہ میں نے ان سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا۔ (ترمذی عن موسیٰ بن طلحہ) خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کا حضرت امّ معبد نے جو لطیف اور حقیقت ترجمان کھینچا ہے۔ (سیرت ابن ہشام: ۲/ ۵۵) وہ ادب عربی کا ایک نمونہ ہے، خواتین صرف تعلیم حاصل ہی نہیں کرتی تھیں، بلکہ علوم اسلامی کی امانتِ عظمیٰ دوسروں تک بھی پہنچاتی تھیں، صرف مسند احمد ہی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذوشاگردوں کا ذکر موجود ہے۔ (سیرت ابن ہشام، ص: ۲۶)

علاوہ دینی علوم کے عورتوں کے حسب حیثیت دوسرے ضروری علوم کی بھی قدر افزائی کی جاتی تھی، چرخہ کاتنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ترغیب دی ہے، حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خنجر بناتی تھیں، (مسلم عن انس) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زوجہ ذاتی صنعت وکاریگری اور اس کی کمائی سے اپنے علاوہ شوہر اور بال بچوں کی کفالت کرتی تھیں۔ (طبقات ابن سعد: ۲۱۲/۸) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پکوان ممتاز تھا، شوہر کے پیسے صحیح طور خرچ کرنے اور بچوں کی نگہداشت پر توجہ دینے کی خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو ترغیب دی ہے، یہ گویا امور خانہ داری کی تعلیم وتربیت کی اساس تھی، طب وعلاج سے بھی خواتین دلچسپی لیتی تھیں، غزوات میں خواتین نے مجاہدین کی مرہم پٹی کی ہے، ہشام بن عروہؒ کا بیان ہے کہ میں نے کسی کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر ماہر طب نہیں پایا، خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی ان طبی معلومات کی بابت فرمایا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار رہتے تو اطباء عرب آتے تھے، میں ان کے نسخے یاد کرلیتی تھیں۔ (مسند احمد: ۶/ ۶۷)

اور یہ کچھ عہد رسالت ہی پر موقوف نہیں، بعد کے ادوار میں بھی خواتین اسلام میں اہل فضل کی ایک طویل فہرست ملتی ہے، ابن قیمؒ نے عہد اسلام کی افاضل روزگار خواتین کا ذکر کیا ہے، جن میں چند ہی صحابیات ہیں، باقی بعد کی ہیں، ان میں بشر حافی کی بہن مخہ جیسی متورع خاتون بھی ہیں، جو امام احمد سے دریافت کرتی ہیں کہ میں چراغ میں بھی سوت کاتتی ہوں اور چاندنی کی روشنی میں بھی، تو کیا مجھے فروخت کرتے ہوئے ان دونوں کی بابت فرق بھی واضح کردینا ضروری ہے؟ حفصہ بنت سیرین جیسی یگانۂ روزگار محدثہ بھی ہیں، جن کو بجا طور پر اہل زمانہ ابن سیرین کا علمی جانشین تصور کرتے تھے، امۃ الواحد سکینہؒ بھی ہیں دار قطنیؒ جیسے محدث جن کے تلامذہ میں تھے اور ان کے احسان شناس خاص اور فضل وعلم کے معترف تھے اور جو بقول ابن جوزی ''احفظ الناس للفقہ علی مذہب الشافعی'' تھیں، (کتاب احکام النساء باب ۱۱۰) عمر رضا کحالہ جیسے صاحب نظر فاضل نے خواتین اسلام وعرب کی جو موسوعہ تیار کی ہے، وہ چوبیس سو سے زیادہ فاضل وممتاز خواتین کے ذکر سے مزین ہے، یہ سب کچھ اسی نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے، جس نے عرب کی جہالت کی زمین میں علم کا صور پھونکا اور علم ونظر کو ایسی جاودانی بخشی کہ انسانیت کا کوئی طبقہ اس کے فیض عالم سے محروم نہ رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دورِ نبوت علم کا دور ہے اور یہ جوں جوں آگے سفر کرتا جائے گا، علم کی نئی نئی راہیں کھلتی جائیں گی اور علم کی اشاعت وابلاغ کے نت نئے وسائل ذرائع پیدا ہوتے جائیں گے، اس دور نے خواتین میں علم کی ایک نئی لہر پیدا کی ہے اور چوں کہ علماء وزعما پے بہ پے پیش آنے والے واقعات کی گرہ کشائی میں اس طرف توجہ نہ کرسکے، اس لیے جن مسلم گھرانوں نے خواتین کی تعلیم کی موجودہ تحریک میں حصہ لیا، ان کے لیے مخلوط وآزادانہ فضا کی درسگاہوں کو قبول کرنے کے سوا چارہ نہ تھا، گو ادھر ایک دو دہائی سے اب لڑکیوں کے علاحدہ اسکول قائم ہوئے ہیں، لیکن تربیت اور ذہن سازی کی کیفیت کے اعتبار سے ان دونوں میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے، اس نے خواتین کی ایک ایسی نسل تیار کردی ہے جو مغرب کے نعرۂ آزادی کو مسحور، مغربی تہذیب کی اسیر اور اسلامی تعلیم اور مشرقی اخلاق واقدار کے احساس سے عاری ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلم سماج کا مضبوط حصار آڑے نہ آئے تو اس سماج میں بہت سی ''تسلیمہ نسرین'' منظر عام پر آجائیں ان حالات میں لڑکیوں کی دینی تعلیم وتربیت پر غور اور علمی اقدام غالباً اسی قدر ضروری ہے، جتنا ضروری اپنے زمانہ میں لڑکوں کی درسگاہوں کا قیام تھا، اس لیے لڑکیوں کی دینی تعلیم کی طرف توجہ وقت کی اہم اور اولین ضرورت ہے۔ ☆☆☆